

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(نماز قصر اور جمع کب ہوتی ہیں؟ اور کیسے ہوتی ہیں؟) فتاویٰ الامارات: 78

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

کب جب بھی سفر ہوگا۔ جب مسافر ہوگا تو ایسی صورت میں اس پر قصر واجب ہوگی اور نمازیں جمع کرنا اس کے لیے جائز ہوگا۔ جمع تو ایسا اوقات مسافر کے علاوہ دوسرے بھی کرتے ہیں جیسے "استحاضہ" والی عورت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو نمازوں کے درمیان جمع کرنے کی رخصت دی ہے کیونکہ وہ عورت استحاضہ کی وجہ سے معذور ہے۔

جیسا کہ اس "استحاضہ" کے علاوہ دوسرے اسباب کی بناء پر مردوں اور عورتوں کے لیے اقامت کی حالت میں نمازیں جمع کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں حرج پایا جائے کہ جب ہر شخص یہ چاہتا ہو کہ ہر نماز کو پلنے وقت پر ادا کرے۔

اس معنی پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو مجھول کیا جائے گا کہ جو "صحیح مسلم" میں ہے۔

مجمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الظنر والنصر، والغرب والعشاء بالہدیۃ، فی غیر خوف، ولا مطر، فی حدیث وکیع، قال: قلت لابن عباس: لم فعل ذلک؟ قال: قلت لابن عباس: فی حدیث ابی معاویۃ، قیل لابن عباس: ما "أراد ابی ذکات؟ قال: أراد ان لا یخرج أمثہ"

صرف مسافر ہی پر جمع کرنا واجب نہیں ہے بلکہ حرج کی بات ہے کہ پائی جا رہی ہے کہ نہیں۔ اگر مسافر اپنا سفر جاری رکھے تو ایسی صورت میں کہ جب سفر جاری ہو تو دونوں نمازوں کے درمیان جمع کرے گا۔ اگر کہیں پڑاؤ ڈال چکا ہے "ٹھہر چکا ہے" ایسی صورت میں دو نمازوں کے درمیان جمع نہیں کرے گا۔ کہ جس طرح ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا "زاد المعاد" میں یہی موقف ہے کہ جس کی تفصیل یہ ہے لیکن اس پر دلیل نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ جس سے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ دلیل پکڑتے ہیں۔

"كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا جئہ بہ الشیخ یجمع بین المغرب"

کہ جب ان کو سفر میں مشکل ہوتی تو دونوں نمازیں جمع کر لیتے۔ تو یہ حدیث بھی اس بات کی نفی نہیں کرتی کہ جب کہیں پڑاؤ ڈالنا ہو تو جمع کرے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو انہی حدیث کے مطابق ایک ایسی چیز کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک حالت پر اطلاع پائی۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا منطوق تو صریح ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب سفر میں مشقت نہ ہو تو پھر جمع نہیں کرے گا۔ یہی قول لینا چاہیے کہ جس طرح ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ اگر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث نہ آتی کہ جو "موطا" وغیرہ میں ہے۔

"أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نازلًا فی سفرہ إلی تبوک، أوفی رجمہ بن تبوک، الشک منی، فحضرت صلاة الظہر، فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آی بن خیمتہ، وأبر بالاذان فودن، وبالصلاة فاقیمت فصلی الظہر والعصر"

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر کسی جگہ اترے تو ظہر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل کر اذان کا حکم دیا۔ پھر نماز کا حکم دیا۔ جماعت کھڑی ہو گئی تو ظہر و عصر کی نماز پڑھی۔ تو یہ جمع تقدیم ہو گئی۔ اسی طرح جب مغرب کا وقت ہوا تو اذان کا حکم دیا اور جماعت کھڑی ہوئی تو مغرب و عشاء دونوں نمازیں پڑھ لیں۔ یہ جمع تقدیم کے مطابق تو یہ حدیث صریح ہے کہ اگر مسافر کہیں اتر چکا ہے تو وہ وہاں جمع کر سکتا ہے۔

جب ہم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث معاذ کی حدیث کے ساتھ ملائیں گے تو نتیجہ خود بخود نکل آئے گا۔ کہ مسافر کے لیے دونوں صورتوں میں جمع جائز ہے چاہے سفر کر رہا ہو یا کہیں ٹھہر چکا ہو۔

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

## فتاویٰ البانیہ

نماز کا بیان صفحہ: 205

